# تکبر کا انجام

مدرس : پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

**عَنْ عُمَرَ ؓ قَالَ وَھُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ : یَااَیُّھَا النَّاسُ تَوَاضَعُوْا فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ : ((مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ فَھُوَ فِیْ نَفْسِہٖ صَغِیْرٌ وَفِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ عَظِیْمٌ ، وَمَنْ تَکَبَّرَ وَضَعَہُ اللّٰہُ فَھُوَ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ صَغِیْرٌ وَفِیْ نَفْسِہٖ کَبِیْرٌ حَتّٰی لَھُوَ اَھْوَنُ عَلَیْھِمْ مِنْ کَلْبٍ اَوْ خِنْزِیْرٍ))** (۱)

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دن خطبہ میں برسرِ منبر فرمایا: لوگو! فروتنی اور خاکساری اختیار کرو' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''جس نے اللہ کے لیے (یعنی اللہ کا حکم سمجھ کر اور اُس کی رضا حاصل کرنے کے لیے) خاکساری کا رویہ اختیار کیا (اور بندگانِ خدا کے مقابلہ میں اپنے آپ کو اونچا کرنے کے بجائے نیچا رکھنے کی کوشش کی) تو اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرے گا' جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اپنے خیال اور اپنی نگاہ میں تو چھوٹا ہوگا' لیکن عام بندگانِ خدا کی نگاہوں میں اونچا ہوگا۔ اور جو کوئی تکبر اور بڑائی کا رویہ اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو نیچا گرا دے گا' جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ عام لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل و حقیر ہو جائے گا۔ وہ اپنے خیال میں تو بڑا ہوگا' لیکن دوسروں کی نظر میں وہ کتے اور خنزیر سے بھی زیادہ ذلیل اور بے وقعت ہو جائے گا''۔

انسان کا متکبرانہ رویہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں' بلکہ وہ عاجزی اور انکساری کو پسند کرتا ہے۔ تکبر انسان کو زیب ہی نہیں دیتا' کیونکہ وہ تو طرح طرح کی کمزوریوں کا مجموعہ ہے۔ کم ظرف انسان کو جب اللہ تعالیٰ کسی دنیاوی نعمت سے نوازتا ہے تو اُس کے اندر تکبر پیدا ہو جاتا ہے' جبکہ صالح انسان کو جوں جوں نعمتیں ملتی ہیں وہ تواضع اور انکساری اختیار کرتا چلا جاتا ہے اور منعم حقیقی

(۱) رواہ البیھقی فی شعب الایمان۔

© rasailojarai

کا شکر بجا لاتا ہے۔

تکبر اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اس کی شان کے لائق ہے۔ صرف وہی متکبر ہے۔ اگر انسان تکبر کرتا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ جس نعمت پر بھی اس کو ناز ہوتا ہے وہ ناپائیدار ہوتی ہے۔ پھر عارضی اور وقتی خوبی پر اترانا تو ذرا بھی عقل مندی نہیں۔ تکبر اور کبریائی تو صرف ذاتِ خداوندی کو ہی سزاوار ہے‘ جو بے پایاں صفات کا مالک ہے اور اُس کی ہر صفت ذاتی اور پائیدار ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا جابجا تذکرہ ہے:

﴿وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۠ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (الجاثیۃ)

''اور اُسی کے لیے کبریائی اور بڑائی ہے آسمانوں اور زمین میں۔ اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔''

سروری زیبا فقط اُس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اِک وہی باقی بتانِ آزری

انسان کو تو عاجزی ہی زیب دیتی ہے۔ وہ تو ہر چیز کے لیے اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے۔ صحت و تندرستی‘ خوشحالی اور تونگری‘ عزت و عظمت غرضیکہ انسان کو ملنے والی ہر خوبی اللہ ہی کا عطیہ ہے۔ وہ جب چاہے اپنی نعمت واپس لے سکتا ہے۔ تجربہ شاہد ہے کہ بڑے بڑے تنومند اور پہلوان آناً فاناً سوکھ کر تنکا ہو جاتے ہیں۔ عظمت کی بلندیوں کو چھونے والے چشم زدن میں بے وقعت ہو جاتے ہیں۔ دولت مند جس دولت پر اتراتے ہیں اسے جاتے ہوئے دیر نہیں لگتی۔ پھر ان نعمتوں پر تکبر کیسا؟ اللہ تعالیٰ کے سامنے تو بندہ عاجز اور بے بس ہے۔ انسان کا عام طور پر بھی عاجزانہ رویہ ہی پسندیدہ ہے۔ اس کا طرزِ عمل عام لوگوں کے ساتھ تواضع اور انکساری کا ہونا چاہیے۔ اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ جو شخص اللہ کی رضا کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عظمت اور شرف سے نوازتا ہے‘ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بندہ جو اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے‘ لوگوں کی نگاہوں میں وہ عظیم ہو جاتا ہے۔ لوگ اُس کی عزت و توقیر کرتے اور اس کا احترام بجا لاتے ہیں‘ اس کی خوبیوں کا چرچا ہونے لگتا ہے اور وہ بندہ معاشرے میں ہر دلعزیز ہو جاتا ہے۔

اس کے برعکس جو شخص متکبرانہ رویہ اپناتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو نیچے گرا دیتا ہے‘ پھر اُس کا حال یہ ہو جاتا ہے کہ وہ تو خود کو بڑا سمجھ رہا ہوتا ہے مگر لوگوں کی نگاہوں میں وہ چھوٹا اور ذلیل ہو

.com

جاتا ہے' یہاں تک کہ لوگ اسے کتے اور خنزیر سے بھی بدتر سمجھنے لگتے ہیں۔

متواضع شخص چونکہ دوسروں کو حقیر نہیں سمجھتا' ہر ایک کو اچھا اور قابل احترام جانتا ہے' لہٰذا اس شخص کو ہر آدمی آزادانہ مل سکتا ہے' وہ کسی کی پہنچ سے باہر نہیں ہوتا۔ اس کا ہر ملاقاتی اس سے مل کر خوش ہوتا ہے' کیونکہ وہ کسی کا دل نہیں دکھاتا اور کسی کو حقیر اور کمزور ہونے کا احساس نہیں دلاتا' بلکہ اس کے سامنے خود کو چھوٹا ظاہر کرتا ہے۔ متواضع شخص کا یہ رویہ اسے ہر دلعزیز بنا دیتا ہے۔ ایسا شخص کسی پر ظلم اور زیادتی نہیں کرتا۔ سب لوگ اُس سے امن میں ہوتے ہیں اور کوئی بھی اُس کی طرف سے کسی طرح کا خطرہ محسوس نہیں کرتا۔

اس کے برعکس متکبر آدمی خود کو بڑا سمجھتا ہے اور دوسروں کو اپنے سے کمتر اور حقیر جانتا ہے' جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ اُس سے نفرت کرتے ہیں' اس کے ملاقاتی اُس سے ملتے وقت خوف زدہ ہوتے ہیں' وہ اپنی بڑائی ثابت کرنے کے لیے لوگوں کے ساتھ ظلم وزیادتی کا رویہ روا رکھتا ہے۔ اپنے آپ کو نمایاں کرنے کے لیے اپنی تعریفیں کرتا' ڈینگیں مارتا اور خوبیاں بیان کرتا ہے۔ لوگ اس کی خودستائی کو پسند نہیں کرتے' بلکہ اُس کے رعب وداب سے نفرت کرتے ہیں۔ اگرچہ کچھ لوگ مصلحتاً اُس کی بڑائی کو اس کے سامنے تسلیم کر لیتے ہیں' مگر حقیقت میں وہ اس سے بیزار ہی ہوتے ہیں۔ ایسے شخص کے لیے دوسروں کے دل میں کوئی وقعت نہیں ہوتی۔ جیسا کہ حدیث کے الفاظ ہیں کہ ایسا آدمی خود کو دوسروں کے مقابلے میں بڑا سمجھ رہا ہوتا ہے' مگر لوگوں کی نگاہوں میں اس کی کچھ عزت نہیں ہوتی' یہاں تک کہ لوگ اس سے اس قدر نفرت کرتے ہیں کہ اسے کتے اور خنزیر سے بھی بدتر سمجھتے ہیں۔

تکبر رذائل اخلاق میں سے ایک بہت بڑی برائی ہے' جبکہ تواضع و انکساری فضائلِ اخلاق میں سے ایک نمایاں صفت ہے۔ رسول اللہ ﷺ عظمت کی معراج پر ہونے کے باوجود انتہائی متواضع اور منکسر المزاج تھے۔ آپؐ سید ولد آدم تھے' مگر آپؐ کو یہ پسند نہیں تھا کہ جب آپ داخل ہوں تو دوسرے آپؐ کے سامنے اٹھ کر کھڑے ہو جائیں۔ آپؐ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اس طرح گھل مل کر بیٹھتے کہ باہر سے آنے والا معلوم نہ کر سکتا کہ مجلس میں اللہ کے رسول ﷺ کون ہیں۔ ایک بار صحابہؓ نے گزارش کی کہ آپؐ کے لیے خصوصی نشست کا اہتمام کر دیں' مگر آپؐ نے اجازت نہ دی۔ آپؐ کی یہ انکساری اللہ کی رضا کے لیے تھی اور اللہ نے آپ کو مقامِ محمود تک بلند کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی انسانوں کے لیے اُسوۂ حسنہ ہے۔ چنانچہ افرادِ اُمت کے لیے بھی عاجزانہ اور انکساری کا رویہ ہی پسندیدہ ہے۔

© rasailojaraid

سب سے پہلا متکبر ابلیس تھا جو تکبر کی وجہ سے ملعون ٹھہرا: ؎

تکبر عزازیل را خوار کرد
بہ زندانِ لعنت گرفتار کرد

کسی شخص کو زیب نہیں دیتا کہ وہ ابلیس کی پیروی کرتا ہوا تکبر کرے اور ذلت کی گہرائی میں گر جائے۔ تکبر کی برائی میں رسول اللہ ﷺ کے یہ الفاظ بہت کافی ہیں:

((لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ مِنْ کِبْرٍ)) (۱)

''وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا''۔

معاشرے میں مالک اور نوکر' آقا و غلام' افسر اور ماتحت' دینے والا اور سوالی اگرچہ دنیاوی مرتبے کے اعتبار سے برابر نہیں ہیں' مگر اولادِ آدم ہونے کے اعتبار سے تو برابر ہیں۔ اس لیے مالک اپنے نوکر کو' آقا اپنے غلام کو اور افسر اپنے ماتحت کو حقیر نہ جانے اور نہ اس کو ذلیل اور رسوا سمجھے' کیونکہ کیا معلوم کہ یہ چھوٹے اللہ تعالیٰ کے ہاں ان بڑوں سے زیادہ عزت والے ہوں۔

اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کو نہ ماننا اور اس کے مقابلہ میں اپنے نفس کی خواہشات پر عمل کرنا سب سے بڑا تکبر ہے۔ ایسا کرنے سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ اللہ کے حکم کو کمتر اور اپنی خواہش نفس کو برتر سمجھا جا رہا ہے اور یہ بدترین ظلم ہے۔

(۱) صحیح مسلم' کتاب الایمان' باب تحریم الکبر و بیانہ۔

دعوت رجوع الی القرآن کی اساسی دستاویز
ڈاکٹر اسرار احمد کی مقبول عام تالیف
مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق
اشاعت خاص: 30 روپے اشاعت عام: 15 روپے